سورۃ البقرۃ ، آیات ۲۶۱ تا ۲۷۳

خرچ کرنے اور اس کو خالص اللہ کے لیے بنانے کا حکم

اوپر جس قدر حکم و احکام بیان ہوئے ہیں ان میں سے بیشتر کا تعلق خرچ کرنے سے ہے خاص طور سے جہاد و دعوت کے کام میں تو قدم قدم پر اس کی ضرورت پڑتی ہے، اس لیے اب ذرا تفصیل سے خرچ کرنے کی طرف رغبت دلائی جا رہی ہے۔ اس کو خالص اللہ کے لیے بنانے کی تاکید کی جا رہی ہے اور ان باتوں سے روکا جا رہا ہے جن کی وجہ سے مال خرچ کرنا نہ اللہ کے یہاں مقبول ہوتا ہے اور نہ اس پر اجر و ثواب ملتا ہے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ
مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٦١﴾ اَلَّذِيْنَ
يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ
اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿٢٦٢﴾
قَوْلٌ مَّعْرُوْفٌ وَّمَغْفِرَةٌ خَيْرٌ مِّنْ صَدَقَةٍ يَّتْبَعُهَآ اَذًى ؕ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ
حَلِيْمٌ ﴿٢٦٣﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۙ كَالَّذِيْ
يُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَلَا يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ
صَفْوَانٍ عَلَيْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًا ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ
عَلٰى شَيْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْا ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٢٦٤﴾ وَمَثَلُ الَّذِيْنَ
يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ
جَنَّةٍ ۭ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا
وَابِلٌ فَطَلٌّ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٢٦٥﴾ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ

جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ لَهٗ فِيْهَا مِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ فَاَصَابَهَآ اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾

جو لوگ اپنا مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی (نیکی کی) مثال اُس دانہ کی سی ہے جس سے سات بالیں نکلیں۔ ہر بال میں سو سو دانے ہوں — اور اللہ جس کے لیے چاہتا ہے اس سے زیادہ بڑھاتا ہے۔ اور اللہ بڑی وسعت والا جاننے والا ہے۔ جو لوگ اپنا مال خرچ کرتے ہیں، پھر خرچ کرنے کے بعد نہ احسان رکھتے ہیں اور نہ لینے والے کو (اپنے قول و فعل سے) تکلیف پہنچاتے ہیں ان کے لیے ان کے ربّ کے پاس ان کے عمل کا ثواب ہے، نہ انہیں کوئی ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (سیدھے منہ) مناسب بات کہنا اور (محبّت سے) عفو و درگزر کر دینا اُس خیرات و حسنِ سلوک سے بہتر ہے جس کے بعد تکلیف پہنچانا ہو۔ اور اللہ بے نیاز و نہایت بردبار ہے۔[1]

اے ایمان والو! احسان رکھ کر اور تکلیف دے کر اپنی خیرات ضائع نہ کرو، جس طرح وہ شخص ضائع کر دیتا ہے جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لیے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے پتھر کی صاف چٹان ہو، اس پر مٹی کی تہ جم گئی ہو (اور اس میں کھیتی کی گئی ہو) پھر اس پر زوردار بارش ہوئی ہو جس نے اس (چٹان) کو بالکل صاف کر دیا ہو۔ ایسے لوگوں کو ذرا بھی ان کی کمائی ہاتھ نہ لگے گی۔ اور اللہ ایسے لوگوں کو سیدھی راہ نہیں دکھاتا ہے جو کفر کی راہ اختیار کرتے ہیں۔[2]

جو لوگ اپنا مال اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے اور اپنے دلوں کے جماؤ کے ساتھ خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایسی ہے جیسے اونچی جگہ پر ایک باغ

لگایا گیا ہو اور اس پر زور کی بارش ہوئی ہو جس سے اس کا پھل کئی گنا آیا ہو ۔ اور اگر زور کی بارش نہ ہوئی تو ہلکی بوندیں ہی اس کو سیراب کرنے کے لیے کافی ہوں۔ اور اللہ تمہارے کاموں کو خوب دیکھتا ہے[۲] کیا تم میں سے کوئی آدمی اس بات کو پسند کرے گا کہ اس کا ایک باغ کھجور اور انگور کا ہو، اس میں نہریں بہہ رہی ہوں، اس باغ میں اور بھی طرح طرح کے پھل پیدا ہوتے ہوں، (اس کے مالک کو) بڑھاپا آگیا ہو اور اس کے بچے (چھوٹے چھوٹے) کمزور ہوں، ایسی حالت میں باغ پر جھلسا دینے والی آندھی چلی، جس سے وہ باغ جل گیا۔ اللہ تمہارے سامنے اسی طرح (خبردار کرنے کے لیے) نشانیاں بیان کرتا ہے، تاکہ تم لوگ سوچو[۱]

---

۱ اللہ کے لیے دینے کے بعد احسان رکھنا یا تکلیف پہنچانا اس بات کا ثبوت ہے کہ اس نے خالص اللہ کے لیے یہ کام نہیں کیا اور بندہ سے اس کے صلہ کی توقع رکھی ہے۔ جب اللہ اپنے لیے کام میں زیادہ سے زیادہ دیتا ہے تو پھر بندہ سے صلہ کی امید رکھ کر کام کرنا اس کو گوارا نہیں ہے ـــ یہ اللہ کا غیر معمولی فضل و کرم ہے کہ اس نے صلہ کا تعلق اپنی ذات سے رکھا۔ اور اگر کہیں بندہ سے اس کا تعلق رکھتا تو بندہ اپنے بخل کی وجہ سے، صلہ نہ دے پاتا۔ پھر لوگوں میں صدقہ و خیرات اور نیکی کے کاموں میں خرچ کرنے کی رغبت باقی نہ رہتی۔ "نیکی کر اور دریا میں ڈال" کی پرانی کہاوت بندوں ہی کے طرزِ عمل کی وجہ سے ہے کہ ان سے کسی صلہ کی توقع نہیں ہوتی ہے۔

۲ آیت میں احسان رکھنے اور تکلیف پہنچانے سے ایمان والوں کے صدقہ و خیرات برباد ہونے کی مشابہت ان لوگوں کے صدقہ و خیرات کے برباد ہونے سے دی گئی ہے جن کا اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں ہوتا اور جن کے پیشِ نظر صرف دنیا میں نام و نمود اور شہرت ہوتی ہے، اللہ کی رضا اور آخرت کے اجر و ثواب سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہوتا ہے۔ یہ مشابہت بڑی سخت ہے اور اس میں بڑی وعید بھی ہے۔

٣ه صدقہ و خیرات کے لیے ضروری ہے کہ وہ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ہو اور
اپنے دل کی خوشنودی کے ساتھ ہو، نام نمود اور شہرت کے لیے نہ ہو۔ اپنے دل کی ناخوشگواری
کے ساتھ نہ ہو۔ ایسے صدقہ و خیرات ہی کو اعلیٰ درجہ کی قبولیت حاصل ہوتی ہے۔ اور بے حد و
حساب اجر و انعام سے نوازا جاتا ہے، جیسا کہ آگے مثال دے کر سمجھایا گیا ہے۔

٤ه یہ بدنیتی کی وجہ سے صدقہ و خیرات کے برباد ہو جانے کی مثال ہے کہ جب اس کو کسی طرف سے
سہارا نہ رہا اور مدد کی زیادہ ضرورت ہوئی تو پتہ چلا کہ بدنیتی کی آگ نے سارے اجر و انعام کو جلا دیا
ہے، اب محرومی و مایوسی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آیا۔

اچھی کمائی اور اچھی پیداوار کو عمدہ طریقہ سے خرچ کرنے کا حکم

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ
وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِيْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا
فِيْهِ ۭ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِىٌّ حَمِيْدٌ ﴿٢٦٧﴾ اَلشَّيْطٰنُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَ
يَاْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاۗءِ ۚ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۭ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٦٨﴾
يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۭ
وَمَا يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٢٦٩﴾ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ
مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۭ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿٢٧٠﴾
اِنْ تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا ھِىَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْھَا وَتُؤْتُوْھَا الْفُقَرَاۗءَ فَھُوَ
خَيْرٌ لَّكُمْ ۭ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿٢٧١﴾
لَيْسَ عَلَيْكَ ھُدٰىھُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا
مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۭ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَاۗءَ وَجْهِ اللّٰهِ ۭ وَمَا
تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ﴿٢٧٢﴾ لِلْفُقَرَاۗءِ
الَّذِيْنَ اُحْصِرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ضَرْبًا فِي الْاَرْضِ ۡ
يَحْسَبُھُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَاۗءَ مِنَ التَّعَفُّفِ ۚ تَعْرِفُھُمْ بِسِيْمٰھُمْ ۚ لَا
يَسْـَٔــلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا ۭ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ﴿٢٧٣﴾

اے ایمان والو! اپنی کمائی سے اور اس پیداوار سے جو ہم نے زمین سے پیدا کی ہے پاکیزہ چیزیں خرچ کرو اور خراب چیزوں کے خرچ کرنے کا ارادہ بھی نہ کرو، جن کو آنکھیں بند کیے بغیر تم خود لینا گوارا نہ کرو، اور سمجھ لو کہ اللہ بے نیاز ہے اور خوبیوں والا ہے[1] شیطان تمہیں تنگدستی سے ڈراتا ہے اور بخل کی رائے دیتا ہے اور اللہ تم سے اپنی مغفرت اور اپنے فضل کا وعدہ کرتا ہے، اور اللہ بہت وسعت والا جاننے والا ہے۔ اللہ جس کو چاہتا ہے اعلیٰ درجہ کی سمجھ سے نوازتا ہے اور جس کو اعلیٰ درجہ کی سمجھ دی گئی اس کو بڑی دولت دی گئی اور عقل والے ہی نصیحت قبول کرتے ہیں[2] اور تم جو بھی خرچ کرو اور جو بھی منّت مانو اللہ اس کو یقیناً جانتا ہے اور اپنے ساتھ بے انصافی کرنے والوں کا کوئی مددگار نہیں ہے۔ اگر صدقہ خیرات لوگوں کے سامنے دو تو وہ اچھا ہے اور اگر لوگوں سے چھپا کر تنگدستوں کو پہنچا دو تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اور اللہ تمہارے گناہوں کا کفارہ بنا دے گا اور اللہ تمہارے کاموں سے باخبر ہے[3] لوگوں کو سیدھے راستہ پر لے آنا آپکی ذمہ داری نہیں ہے۔ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ پر لاتا ہے۔ اور جو مال تم خرچ کروگے اس کا فائدہ تمہیں ہی پہنچے گا اور جو خرچ کرو اللہ ہی کی خوشنودی کے لیے خرچ کرو۔ اور جو مال خرچ کروگے تمہیں اس کا پورا بدلہ دیا جائے گا، کسی قسم کی بے انصافی تمہارے ساتھ نہ ہوگی صدقہ خیرات ان تنگدستوں کے لیے ہے جو اللہ کی راہ کے کاموں میں مشغول ہیں اور دوڑ دھوپ کرکے روزی نہیں حاصل کرسکتے ہیں۔ ناواقف لوگ ان کے سوال نہ کرنے کی وجہ سے ان کو مالدار سمجھتے ہیں۔ آپ ان کے چہرہ سے ان کو پہچان لیں گے، وہ لوگوں سے لپٹ کر سوال نہیں کرتے ہیں۔ اور جو بھی تم خرچ کرتے ہو وہ سب اللہ کے علم میں ہے[4]

لے صدقہ و خیرات اگرچہ تنگدستوں اور محتاجوں کے ہاتھ میں جاتا ہے لیکن اس کا براہِ راست تعلق اللہ کی ذات سے ہے۔ اس بناء پر اس کا معیار اونچا ہے۔ اچھا مال ہو، خراب نہ ہو، حلال ہو، حرام نہ ہو، جائز طریقہ سے کمایا گیا ہو، ناجائز طریقہ سے کمایا ہوا نہ ہو۔ آیت میں طیّبٰت (پاکیزہ صاف ستھرا) کا لفظ سب کو شامل ہے۔

ے شیطان انسان کی بھلائی نہیں چاہتا ہے اس لیے وہ صرف دنیوی فائدہ و نقصان کی بات کرتا ہے جو اس کے اختیار میں نہیں ہے۔ اللہ انسان کی بھلائی چاہتا ہے اس لیے دنیا و آخرت (حال و مستقبل) دونوں کو ملحوظ رکھ کر بات کرتا ہے اور اس کے اختیار میں سب کچھ ہے۔ اونچی سمجھ یہ ہے کہ صرف حال (دنیا) انسان کے سامنے نہ رہے بلکہ مستقبل (آخرت) بھی اس کے پیشِ نظر رہے۔ روزمرّہ کی زندگی میں بھی وہی شخص سمجھدار اور ہوشیار مانا جاتا ہے جس کی نظر دُور تک ہو، صرف حال ہی میں اُلجھ کر نہ رہ جائے، بلکہ آئندہ کو دیکھ کر منصوبہ اور پلان تیار کرے۔

سے اگر لوگوں کے سامنے دینے میں ان کو شوق و رغبت دلانا ہو تو سامنے دے، ورنہ چھپا کر دینا چاہیئے۔ اس میں لینے والے کی عزتِ نفس کا بھی لحاظ ہو جاتا ہے۔ آیت میں دونوں صورتوں کو بہتر کہا گیا ہے، لیکن دوسری صورت کی طرف زیادہ رجحان ظاہر ہوتا ہے۔

کے یہ لوگ اللہ کی راہ میں اور دین کے کاموں میں مشغول رہتے ہیں، روزی کمانے کے لیے وقت نہیں نکال سکتے ہیں، غیرت مند و خود دار ہوتے ہیں، اپنی حاجت کسی کے سامنے رکھنا گوارا نہیں کرتے ہیں، اس بناء پر عام طور سے نظر انداز ہو جاتے ہیں۔ آیت میں خاص طور سے توجہ دلائی گئی ہے کہ ان کو تلاش کرو، پہچانو اور ان کی حاجت پوری کرو۔ یہ جو کام کر رہے ہیں وہ سب کا مشترک کام ہے۔ اگر کام چھوڑ کر روزی روٹی میں لگ جائیں گے تو جو کام یہ کر رہے تھے اس کی ذمہ داری ہر ایک پر آجائے گی، پھر اس کا نباہنا مشکل ہوگا۔

(جاری ہے)

عَنِ الحَارِثِ الاشعرِی، قَالَ، قَالَ رسُولُ اللهِ صَلّی اللهُ علَیہِ وَسلَّمَ:

"اٰمُرُکُمۡ بِخَمۡسٍ
بالجَمَاعَةِ[۱] والسَّمعِ[۲] والطَّاعَةِ[۳] والھِجرَةِ[۴] والجِھَادِ[۵] فِی سَبِیلِ اللهِ"

(مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ مسند احمد و جامع ترمذی)